یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتیٔ دوراں حضرت العلّام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ
حافظ عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک 23 ربیع الاول 1433ھ 17 تا 23 فروری 12ء | شمارہ 7 | فون 7656730 فیکس 7659847

استقامت اور صحابہ کرامؓ

دین اسلام پر استقامت اختیار کرنے اور کفر کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کے سلسلہ میں اگر ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو اس قدر نہایت وتابناک مثالیں ملتی ہیں جنہیں پڑھ کر انسان حیران وششدرہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ڈنڈوں سے پیٹا گیا، بھوکا پیاسا رکھا گیا، تپتی ریت اور پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھا گیا، گردن میں رسی ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے دونوں پاؤں، دو اونٹوں سے باندھ کر اونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑا کر ان کی شرمگاہ پر نیزہ مار کر انہیں دو ٹکڑے کر دیا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھا گیا، لوہے کی کنگی ان کے جسم پر چلائی گئی، ان کی گردن سختی سے موڑ دی گئی لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیر دی گئیں لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مار مار کر بے ہوش کر دیا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسی سے باندھ کر پیٹا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا کا تلواروں سے قیمہ کیا گیا لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا ناک اور کان کاٹ دیئے گئے لیکن دین نہیں چھوڑا۔ حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے ان کے ہاتھ پاؤں چھلنی کر دیئے گئے لیکن دین نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کی طرح دین اسلام میں استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

ہم نشیں ہو تو ایسا

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ وَجَلِیْسِ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا مُنْتِنَةً. [صحیح بخاری کتاب الذبائح باب المسك حدیث ٥٥٣٤،صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب مجالسة الصالحین حدیث ٢٦٢٨]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: نیک ہم نشیں اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے جیسے کستوری اٹھانے (بیچنے) والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا، پس کستوری اٹھانے والا یا تو کستوری تجھے عطیہ دے دے گا اور یا تو خود اس سے خرید لے گا یا تو (کم از کم) اس سے عمدہ خوشبو پائے گا اور بھٹی کو دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

اس حدیث میں نیک اور برے ساتھی کی مثال بیان کی گئی ہے اگر انسان نیک اور اچھا ساتھی بنائے تو انسان خود بھی اچھا اور نیک بن جاتا ہے اور اگر کسی کے دوست برے ہوں تو ان کی برائی کا اثر اس دوست پر بھی پڑ جاتا ہے اس لیے انسان کو ہمیشہ نیک لوگوں کی مجلس اختیار کرنی چاہیے برے لوگوں سے گریز کرنا چاہیے۔ رسول کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا: "اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ" آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر کوئی دیکھ کے دوست بنائے۔ (سنن ابی داود کتاب الادب باب من یومر ان یجالس ؟حدیث :٤٨٣٣)

اس حدیث میں رسول معظم ﷺ نے ہر شخص کو ایسے درست بنانے کا حکم دیا ہے جو دین دار ہوں بے دین لوگوں کو بھی دوست نہیں بنانا چاہیے جو انسان کے دین کو تباہ کر دیں ان کی دوستی کسی بھی اعتبار سے دوست نہیں ہے۔ آدمی جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ وان سے ملا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب علامة الحب فی الله حدیث : ٦١٧٠) اس حدیث میں بھی اہل خیر اور صالح لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ذکر ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے ان کے درجات عطا فرما دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے لیے بھی یہی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ" عورت سے چار وجوہ کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی بناء پر، اس کے خاندانی حسب و نسب کی بناء پر اس کے حسن و جمال کی بناء پر اور اس کے دین کی بناء پر تو دین دار عورت سے (نکاح کرنے میں) کامیابی حاصل کرو، تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں (اے ابوہریرہؓ) رسول معظم ﷺ نے ایسی عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے جو دین دار ہو۔ اس کے سبب اولاد کی تربیت اسلام کے نقوش پر ہوگی نیز گھر بھی امن کا گہوارہ ہوگا کہ دین دار عورت خاوند کی فرمانبردار ہوگی اور بھی بہت سے دینی فوائد ہوں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں ہم نشینی میں دین کا اصول اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت اہلحدیث کا ترجمان
ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 7
23 ربیع الاول ☆ 1433ھ
17 فروری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

دفاع پاکستان کانفرنس کراچی

دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام بڑی کانفرنسوں کے سلسلہ کی آخری کانفرنس 12 فروری مزار قائد اعظم گراؤنڈ میں طے تھی۔ کانفرنس گراؤنڈ کی سیکورٹی کا انتظام جماعۃ الدعوۃ کے ذمہ تھا، جب کانفرنس کی میزبانی جماعت اسلامی نے قبول کی تھی تو پورے شہر کو دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں بالخصوص جماعۃ الدعوۃ، جماعت اسلامی اور جماعت اہل سنت والجماعت نے اشتہارات، بینرز، پینا فلیکس اور ہورڈنگ کے ذریعے سجایا ہوا تھا، وال چاکنگ کے ذریعے بھی تشہیری مہم چلائی گئی تھی، سابقہ کانفرنسوں کی طرح کراچی میں بھی تشہیری مہم میں جماعۃ الدعوۃ پیش پیش تھی۔ سیکورٹی کے لیے بقیہ انتظامات کے علاوہ مرید کے سے گھڑ سوار دستہ منگوایا تھا، گراؤنڈ میں عارضی ٹائلٹ اور وضوء خانے کا بہترین انتظام کیا گیا تھا اور نماز پڑھنے کے لیے گراؤنڈ میں مختلف جگہوں پر انتظام کیا گیا تھا۔ سرکاری سطح پر رینجرز کے تین ہزار جوان اور پولیس ملازمان ملتان ڈیوٹی پر مامور تھے کانفرنس کے ایجنڈا کو حتمی شکل دینے کے سلسلہ میں قائدین کا اجلاس 11 فروری دوپہر 12:00 بجے پی سی ہوٹل کراچی میں طلب کیا گیا تھا۔

جماعت اہلحدیث کی نمائندگی کے لیے حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی کی قیادت میں راقم الحروف، مولانا محمد شریف حصاروی سینئر نائب امیر جماعت اہلحدیث اور حافظ محمد طیب نے شرکت کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے لیے پی سی ہوٹل کے ہال میں انتظام کیا گیا تھا، امامت کے فرائض حافظ عبدالغفار روپڑی نے انجام دیئے، تمام قائدین نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی اور پھر بند کمرے میں جماعتی سربراہوں کا اجلاس ہوا، اجلاس میں ہال کے اندر ہی پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مولانا سمیع الحق، سید منور حسن، حافظ محمد سعید اور ابوالخیر زبیر نے خطاب کیا اور شیخ رشید نے سوالات کے جوابات دیئے، سوال وجواب کانفرنس کے ایجنڈا کے متعلق ہی تھے، ایک دو سوال شیخ رشید احمد کی ذات کے متعلق تھے جس کے جواب میں انہوں نے کہا یہاں صرف دفاع پاکستان کانفرنس کے حوالے سے ہی سوال پوچھے جاسکتے ہیں۔ پریس کانفرنس کے بعد شیخ رشید احمد کی طرف سے قائدین ان کے ہمراہی ارکان وفود اور پریس رپورٹرز کو ہی ظہرانہ دیا اور طے پایا کہ قائدین 20 فروری کو دفتر جماعت اسلامی ادارہ نور الحق میں دوپہر 12:00 بجے اکٹھے ہونگے یہاں قائدین کے اجلاس کے بعد نماز ظہر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ امامت کے فرائض حافظ عبدالغفار روپڑی نے انجام دیئے اور اس کے بعد جماعت اسلامی کی طرف سے قائدین اور ان کے وفود کو ظہرانہ دیا گیا، بعد ازاں تمام قائدین قافلے کی شکل میں جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہاں عام خطابات کے بعد سٹیج سیکرٹری جناب عبدالرؤف فاروقی نے اعلان کیا کہ اب قومی جماعتوں کے قائدین کے خطابات شروع ہوں گے۔ سب سے پہلے انہوں نے دعوت خطاب

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 6
ارکان اسلام 9
ایمان کی تعریف اور اس کے ارکان 14
ماسٹر محمد سعیدؒ 17
اقبال کے تصور کا پاکستان 19

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کو دی۔ دفاع پاکستان کانفرنس کے زیر اہتمام اس سے قبل نیٹو افواج کو سپلائی کی مسلسل بندش، ہندوستان کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے خلاف اظہار اور سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو افواج کا حملہ اور امریکی دھمکیوں کے خلاف ہی خطابات کا موضوع ہوتے تھے۔ کراچی کانفرنس سے قبل امریکی سفیر کا یہ بیان کہ فضائی راستے سے نیٹو افواج کو سپلائی جاری ہے اور مزید یہ کہ امریکی پارلیمنٹ میں بلوچستان کی صورتحال پر جو غور وخوض اور تشویش کا اظہار کیا گیا تھا، حضرت الامیر نے کونسل کے ایجنڈے کے مطابق تمام موضوعات کو سمیٹا، حضرت الامیر کا خطاب چونکہ قائدین میں افتتاحی خطاب تھا اور عام حالات میں آپ کی آواز مدھم ہوتی ہے لیکن کانفرنس میں آپ کی آواز بڑی گرجدار تھی تمام مقررین نے اپنے اپنے انداز میں جو باتیں کہنی تھی حضرت الامیر نے وہ تمام باتیں اپنے خطاب میں بیان کر دیں۔ کراچی کی جماعت کے احباب میں سے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر محمد عامر محمدی بھی اپنے احباب کے ہمراہ سٹیج پر تشریف فرما تھے، متحدہ جمعیۃ اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ جناب نعیم بادشاہ نے بھی خطاب فرمایا۔

جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر کو جب دعوت خطاب دی گئی تو ان کے شہید والد کے نسبت سے ان کا تعارف کروایا گیا مگر جب وہ سٹیج پر آئے تو انہوں نے واقعی اپنے شہید والد کی یاد تازہ کر دی۔ قیام پاکستان کے مقصد لا الہ الا اللہ کو موضوع تقریر بناتے ہوئے للکار کر کہا کہ اب اس ملک میں قرآن وسنت کے نظام کے نفاذ کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر کے بعد تحریک حرمت رسول ﷺ کے چیئرمین مولانا امیر حمزہ کو دعوت خطاب دی گئی تو انہوں نے گانے بجانے والے طائفہ کو جو گلوکاری کا مقابلہ کرنے کے لیے ہندوستان جا رہا ہے اپنا موضوع بنایا۔ امیر حمزہ کا خطاب ایسے موقع پر جارحانہ ہو جانا ایک فطری امر ہے کہ ہم نے پاکستان بناتے وقت تقسیم ہند کا جواز اپنے مذہب اپنے کلچر کو بنایا تھا اور آج جب ہم دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا کلچر ایک ہی ہے، گانا بجانا، رقص وسرود کرنا، بے حیائی، فحاشی عریانی پاکستانی کنجروں اور ہندوستانی کنجروں میں مشترک ہے تو امیر حمزہ کیوں نہ کہیں کہ ان کا ہندوستان سے واپسی پر ایسے استقبال کیا جائے کہ ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں۔ ان کے خطاب کے بعد سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ قائدین ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہار یکجہتی کریں جب تمام قائدین ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہار یکجہتی کر رہے تھے تو فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ رحمٰن ملک نے چند یوم قبل کہا تھا کہ کالعدم تنظیمیں نام بدل کر جلسے کر رہی ہیں، جنرل حمید گل کے صاحبزادے عبداللہ گل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنرل مشرف نے جنہیں کالعدم کیا تھا وہ تو یہاں ہیں لیکن پرویز مشرف کالعدم ہو چکا ہے، اس کے کالعدم کرنے کو ہم نہیں مانتے جلسے میں وقفے وقفے سے قرار دادیں بھی منظور ہوتی رہیں جن میں عافیہ صدیقی کی رہائی، لاپتہ افراد کی بازیابی، فضائی راستے سے نیٹو سپلائی کی بندش، ہندوستان سے تجارت روکنے اور بلوچستان کے مسئلہ پر امریکی پارلیمنٹ میں بحث کی مذمت کی گئی کیونکہ بلوچستان کا مسئلہ پاکستان کا اندرونی مسئلہ ہے۔ اسد اللہ بھٹو امیر جماعت اسلامی سندھ نے خطاب کرتے ہوئے تمام مسائل کا حل اللہ محمد ﷺ اور قرآن کے نعرے لگوائے۔ یہاں بھی فضا میں غباروں پر جماعۃ الدعوۃ کا نقشہ بنا کر فضا میں معلق کئے گئے، تنظیم اہل سنت والجماعت کے پرچم کو بھی پتنگ کے ساتھ باندھ کر جلسہ گاہ کے اوپر اڑایا گیا، اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً رنگ برنگے غبارے فضا میں چھوڑے جاتے رہے۔

تمام قائدین کا مرکزی موضوع خطاب یہی تھا کہ حکومت فی الفور پاکستانی فضا سے نیٹو افواج کو سپلائی بند کرے اور امریکہ سمیت پاکستان دشمن طاقتیں بلوچستان کو علیحدہ کرنے کے لیے سازشیں کر رہی ہیں۔ حکومت فوری طور پر بلوچستان مسئلے کا حل کرے اور بیرونی مداخلت روکے۔ ہندوستان سے تجارت پاکستان کو خسارہ ہی خسارہ ہے لہٰذا ہندوستان سے تجارت بند کی جائے۔ اس کے علاوہ دفاع پاکستان کے سلسلہ میں پوری قوم اپنی بہادر افواج کی پشت پر ہے، تمام قائدین کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اپنے ان مطالبات کو منوانے کے لیے 20 فروری کو پارلیمنٹ کا گھیراؤ کیا جائے گا اور بلوچستان کے عوام سے اظہار یکجہتی کے لیے 27 فروری کو قائدین بلوچستان کا دورہ کریں گے۔ جلسہ گاہ مختلف جماعتوں کے جھنڈوں سے اس طرح بھری ہوئی تھی کہ سٹیج سے بار بار اعلان کرنا پڑتا تھا کہ جھنڈے نیچے کرو تا کہ میڈیا والے عوام کو دیکھیں اور صحیح کوریج کر سکیں اور پیچھے کھڑے ہوئے لوگ اپنے قائدین کو دیکھ سکیں۔ مولانا احمد لدھیانوی اور حافظ محمد سعید جب خطاب کے لیے تشریف لائے تو حاضرین بہت دیر تک نعرے بازی کرتے رہے، جلسہ سے شیخ رشید احمد، جنرل حمید گل، چوہدری اعجاز احمد، ابوالخبیر زبیر، اعجاز الحق، امیر جماعت اسلامی سید منور حسن، مولانا سمیع الحق، قاری یعقوب شیخ، معاویہ اعظم طارق، قاری منصور احمد، طاہر اشرفی، یونس سوہن خان ایڈووکیٹ، مولانا شمشاد سلفی ودیگر وعلمائے کرام نے بھی خطابات کیے۔ دیگر کانفرنسوں کی طرح یہاں بھی قائدین کے خطاب سے قبل اتنی تقاریر کرائی گئیں لوگ بھی تھک گئے اور وقت بھی مغرب کا ہو گیا یوں لوگ جن کو سننے کے لیے آتے ہیں انکے اور عوام کے درمیان ان گنت رکاوٹیں کھڑی کر دی جاتی ہیں۔

جب کراچی میں ایک طرف قائدین دفاع پاکستان کونسل حکومت پاکستان اور امریکہ کو للکار رہے تھے اور اعلان کر رہے تھے کہ اگر حکومت نے نیٹو سپلائی بحال کی تو ہم امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کر دیں گے۔ وہیں پاکستان سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری روزنامہ جانباز کراچی میں اپنا بیان لگوا رہے تھے کہ امریکہ کے خلاف نعرے لگانے والوں نے ملکی سلامتی وخود مختاری کو داؤ پر لگا دیا ہے یہ وہی تحریک ہے جس کے بارے میں فوجی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے سپریم کورٹ میں رپورٹ داخل کی ہے کہ یہ دہشت گرد تنظیم ہے اور کراچی کے امن کو تباہ کرنے میں اس تنظیم کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ اب قارئین خود اندازہ لگالیں کہ پاکستان میں تخریب کاری کے تانے بانے کہاں جا کر ملتے ہیں کہ جب امریکہ کو للکارا جاتا ہے تو کس کس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

طلاق کے بعد بچے کی پرورش کا حقدار کون؟

سوال 1: خاوند نے بیوی کو طلاق دے دی بیوی کی گود میں 2 سالہ بچی تھی اب اس کی پرورش کرنا والد کا حق ہے یا والدہ کا حق ہے اور اس بچی کی پرورش کے اخراجات کس کے ذمہ ہونگے؟ سائل: مقبول احمد مکان نمبر 6 گلی نمبر 16 محلہ نیاز پورہ کھوکھر روڈ بادامی باغ لاہور

سوال 2: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تحریری ایک طلاق ارسال کر دی لیکن اس عورت نے طلاق وصول نہیں کی بلکہ واپس لوٹا دی عرصہ پانچ سال کے بعد فریقین دوبارہ صلح کرنا چاہتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔ سائلہ: ام رقیہ شاہین

الجواب بعون الوہاب:

جواب نمبر 1: بشرط صحت سوال حدیث میں ہے ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر شکایت کی: إن ابنی هذا كان بطنی له وعاء وثدي له سقاء وحجری له حواء وإن اباه طلقنی وأراد أن ينتزعه منی فقال لها رسول الله ﷺ انت احق به مالم تنكحی کہ اے اللہ کے رسول میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ برتن تھا میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ تھی میری گود اس کے لیے جائے پناہ تھی اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے اب وہ اس بچے کو بھی چھین لینا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا جب تک تو دوسرا نکاح نہیں کرتی اس وقت تک تو ہی اس کی زیادہ حقدار ہے۔ (ابوداود جلد اول ص ۳۱۷ کتاب الطلاق باب من احق بالولد)

اس حدیث سے ثابت ہوا ماں جب تک آگے نکاح نہیں کرتی وہ بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے، امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار ماں کو شریعت نے اس لیے ٹھہرایا ہے کہ وہ باپ سے زیادہ رحم دل اس کی تربیت کو زیادہ سمجھنے والی اور زیادہ صبر کرنے والی ہوتی ہے (التعليق على سبل السلام ص ١٥٦١ جلد٣) والدہ کا یہ استحقاق صغرسنی میں ہوگا جب بچہ باشعور ہو جائے تو پھر یہ استحقاق ختم ہو جائے گا اور صغرسنی کی عمر سات سال ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو۔ صغرسنی میں بچے کا خرچ والد کے ذمے ہوگا (المغنی ابن قدامة ج ١١ ص ٣٧٣) صغرسنی ختم ہو جانے کے بعد پھر بچے کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے والدین میں سے جو بھی اس کی تربیت احسن انداز سے کر سکے شرعاً تربیت کا حقدار وہی ہوگا۔

صورت مسئولہ میں بھی جب تک بچی سات سال کی نہیں ہوتی اس وقت تک وہ اپنی والدہ کے پاس رہے گی بشرطیکہ اس عرصہ میں اسکی والدہ آگے اپنا نکاح نہ کرے اور اس کے تمام اخراجات بذمہ والد ہونگے اور سات سال کے بعد اس بچی کی مصلحت کا خیال رکھا جائے گا والدین میں سے جو اس کا زیادہ خیر خواہ ہے وہی اس کی تربیت کرنے کا زیادہ شرعاً حقدار ہوگا۔

جواب نمبر 2: حدیث مبارکہ میں ہے: أن معقل بن يسار كانت اخته تحت رجل فطلقها ثم خلى عنها حتى انقضت عدتها ثم خطبها فحمى معقل من ذلك انفا فقال خلى عنها وهو يقدر عليها ثم يخطبها فحال بينه وبينها فانزل الله وإذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن أن ينكحن ازواجهن إلى آخر الآية فدعاه رسول الله ﷺ فقرأ عليه فترك الحمية واستقاد لأمر الله.

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ کی شادی ایک آدمی ابوالبداح سے کی، اس نے ان کی ہمشیرہ کو طلاق دے دی عدت ختم ہونے کے بعد اس آدمی ابوالبداح نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا معقل بن یسار نے کہا کہ وہ تجھے طلاق دینے کے بعد دوبارہ پیغام نکاح ارسال کرتا ہے وہ اس نکاح میں حائل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جب تم عورتوں کو طلاق "رجعی" دے دو اور وہ عدت گزار لیں تو اگر وہ پھر اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کریں تو تم یعنی عورتوں کے ورثاء ان کے نکاح میں رکاوٹ مت بنو، رسول اللہ ﷺ نے معقل بن یسار کو بلایا اور ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے اپنی دنیاوی حمیت وغیرت کو ترک کر دیا۔ (بخاری جلد دوم ص ٨٠١ باب قوله وبعولتهن احق بردهن كتاب الطلاق)

صورت مسئولہ میں اگر طلاق رجعی یعنی پہلی یا دوسری ہے اور عدت بھی گزر چکی ہے۔ فریقین باہمی رضامندی سے نکاح جدید کے ساتھ آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔ اگر فریقین جدید نکاح کے بعد بحیثیت میاں بیوی زندگی بسر کریں تو شریعت کی طرف سے ان پر کوئی طعن وتاوان نہیں۔

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر14) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا o وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا o وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاۗءَ سَبِيْلًا o

"اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کو بدلنے کا ارادہ کرو اور تم ان (بیویوں) میں کسی کو خزانہ بھی دے رکھا ہو تو اس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو تم اسے بہتان اور واضح گناہ کے باوجود بھی لوگے o اور تم کیسے واپس لے سکتے ہو (حق مہر) جبکہ تم میں سے بعض خلوت کر چکا ہے دوسرے سے اور وہ لے چکی ہیں (اس سے قبل) تم سے مضبوط اقرار بھی o اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو البتہ جو کچھ پہلے ہو چکا (سو ہو چکا) یقیناً یہ ایک بے حیائی اور (رب کی) ناراضگی والا کام ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے۔"

مشکل الفاظ کے معانی: اِسْتِبْدَالَ: بدلنا۔ قِنْطَارًا: خزانہ۔
اَفْضٰى: وہ خلوت کر چکا۔ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا: مضبوط عہد۔
مَا قَدْ سَلَفَ: جو گزر چکا۔ مَقْتًا: ناراضگی۔ وَسَاۗءَ: برا

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیت میں ان امور کا تذکرہ تھا جن کے ارتکاب سے اہل ایمان کو روک دیا گیا ہے، اس آیت مبارکہ میں بھی کچھ مزید ایسے امور بیان کیے گئے ہیں جن کا ارتکاب اہل ایمان کے لیے درست نہیں ہے

التوضیح: وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ مرد کو عورت کے ساتھ حق مہر کے عوض اللہ کے نام پر نکاح کرنے کی اجازت ہے اگر اس نے عورت سے اس طرح نکاح کر لیا تو اسے اسکے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اگر پھر بھی کوئی مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر اسکی جگہ دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شرعاً اسے نکاح کرنے کی اجازت ہے لیکن جدا ہونے والی بیوی کو اگر مرد نے ایک خطیر رقم بھی حق مہر میں دی ہو تو وہ اس سے کوئی چیز واپس نہ لے کیونکہ اسی مہر کے عوض تم نے اس سے نکاح کیا تھا اور حق مہر کا سبب بھی پورا ہو چکا ہے یعنی تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو تو اب طلاق کے عوض اس سے حق مہر واپس لینا یا معاف کرانا تمہارے لیے جائز نہیں۔

ظلم کے مراحل: طلاق کی آڑ میں عورت سے مہر کی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرنا یہ ظلم اور گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تین مراحل میں بیان فرمایا ہے۔

1۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ بیوی پر تم زنا کی تہمت لگا کر کھلم کھلا گناہ کا ارتکاب کر کے اپنے مال کی واپسی کا راستہ نکالو حالانکہ اس عورت نے کسی ایسی حرکت کا ارتکاب نہیں کیا اور تمہارا بالفعل ایسا کرنا درحقیقت تہمت اور بہتان کی ایک صورت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا کے ساتھ بیان کیا ہے۔

2۔ تم نے صرف عورت سے نکاح ہی نہیں کیا بلکہ تم خلوت صحیحہ یعنی اس سے جماع کر چکے ہو اگر تمہارا دیا ہوا مال مہر کی شکل میں تھا تو عورت اس کی پوری اور مستقل مالک بن چکی ہے کیونکہ اس نے اپنے نفس کو خاوند کے سپرد کر دیا، اب اس کی واپسی کا کوئی جواز نہیں اگر تمہارا دیا ہوا مال بطور ہدیہ تھا تو پھر بھی اس کی واپسی ممکن نہیں اور نہ ہی یہ ہدیہ شرعاً واپس ہو سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ کہ تم اپنا مال کس طرح واپس لے سکتے ہو؟ جبکہ صرف عقد نکاح ہی نہیں ہوا بلکہ تم ایک دوسرے سے جماع کر چکے ہو۔

3۔ تم ان عورتوں سے یہ مال کس طرح واپس لے سکتے ہو حالانکہ عورتوں نے تم سے پختہ اور مضبوط عہد اللہ کے نام پر لیا تھا جسے نکاح کے ساتھ تعبیر کیا جاتا

ہے، اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ یوں بیان کرتے ہیں وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ صحیحین میں حدیث موجود ہے کہ جب دو لعان کرنے والے اپنے لعان سے فارغ ہوئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ؟ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالِيْ ؟يَعْنِيْ مَااَصْدَقَهَا قَالَ لَامَالَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَااسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُلَكَ مِنْهَا. اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے کے لیے تیار ہے؟ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال؟ یعنی وہ مال جو اس نے بطور حق مہر دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے کوئی مال نہیں اگر تم اس کی بابت سچ کہہ رہے ہو تو وہ مال اس کا معاوضہ ہے جو تم نے اس کی شرم گاہ کو حلال کیا اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر وہ مال عورت کی نسبت تم سے بہت زیادہ دور ہے۔

(صحیح البخاری بشرح الکرمانی کتاب الطلاق باب قول الامام للمتلاعنین ج۱۹ ص۱۷۸ رقم الحدیث ۵۳۱۲......صحیح مسلم کتاب اللعان ج۵ جزء ۱۰ ص۱۰۳ رقم الحدیث ۱۴۹۳)

مہر میں تعیین اور عمر فاروقؓ: دین اسلام اپنے ماننے والوں کے لیے ہر حال میں خیر خواہی اور آسانی کا منظر پیش کرتا ہے، بوقت نکاح حق مہر کی تعیین کے سلسلہ میں اسلام نے زوجین کی خیر خواہی اور بھلائی و آسانی کو مدنظر رکھ کر تعلیم دی، شرعاً حق مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ حق مہر مقرر کرتے وقت خاوند کی استعداد و استطاعت کا خیال رکھنے کا درس دیا ہے کہ اتنا حق مہر مقرر نہ کیا جائے کہ جو خاوند کی استطاعت سے باہر ہو اور اتنا کم بھی نہ ہو کہ عورت کے اس بنیادی حق سے اسے محروم کرنے کی خاطر حق مہر کم مقرر کیا جائے یعنی افراط و تفریط سے اس معاملہ سے اجتناب ہی فریقین کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا لوگو! تم عورتوں کو مہر بہت زیادہ دینے لگے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے مہر 400 درہم یا اس سے بھی کم دیتے تھے اور اگر مہر کا زیادہ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ یا عزت کی بات ہوتی تو پھر تم (کسی صورت میں بھی) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے سبقت نہیں لے جا سکتے لہٰذا میں اب کوئی ایسا شخص نہ دیکھوں جو اپنی بیوی کو 400 درہم سے زیادہ حق مہر ادا کرے، جب آپ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ایک قریشی عورت نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے لوگوں کو 400 درہم سے زیادہ حق مہر دینے سے منع کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو عورت نے کہا کیا آپ نے قرآن میں نازل کردہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں سنا؟ (وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا) اور تم نے ان میں سے کسی ایک کو (بطور مہر) بہت سا مال دیا ہو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ نے یہ آیت سن کر کہا اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں عمرؓ سے تو تمام لوگ زیادہ فقیہ ہیں پھر دوبارہ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ عورتوں کو 400 درہم سے زیادہ مہر نہ دو لیکن اب میں یہ کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص جتنا چاہے اپنے مال سے حق مہر دے سکتا ہے۔

سعید مجمع الزوائد کتاب النکاح باب الصداق ج٤ ص ٣٧١ رقم الحدیث ٧٥٠٢)

تمام حق مہر کب واجب ہوتا ہے؟ تین چیزیں تمام حق مہر کو واجب کر دیتی ہیں

1۔ جماع: میاں بیوی کے درمیان حقیقی جماع حق مہر کو واجب کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ.

2۔ دخول سے پہلے زوجین میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے، جیسے عبداللہ بن مسعودؓ نے ایسی عورت کہ جس کا خاوند دخول سے پہلے فوت ہو گیا تھا یہی فیصلہ دیا تھا کہ اسے مکمل مہر ادا کیا جائے گا، عورت عدت گزارے گی اور خاوند کے ترکہ کی وارث بھی ہو گی تو حضرت معقل بن یسارؓ نے شہادت دی کہ یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہے۔ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی من تزوج ولم یسمی صداق حتی مات ص٣٦٧ رقم الحدیث ٢١١٤، نسائی کتاب النکاح باب اباحة التزویج بغیر صداق ص٥١٩ رقم الحدیث ٣٣٥٤، ابن ماجة کتاب النکاح باب الرجل یتزوج ولایفرض لها فیموت علی ذلك ص٣٢٩ رقم الحدیث ١٨٩١، الموسوعة مسند امام احمد ج٧ ص٣٠٨ رقم الحدیث ٤٢٧٦)

خلوت صحیحہ: یعنی میاں بیوی علیحدہ مقام پر ہوں اور دونوں کے درمیان کوئی شرعی مانع (روزے دار ہونا، عورت کا حائضہ ہونا) اور مانع جیسے (بیماری ہونا) یا مانع طبعی (تیسرے آدمی کی موجودگی) موجود نہ ہو خلوت صحیحہ کہلاتا ہے اس سے بھی حق مہر واجب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِذَا اُغْلِقَ بَابًا اَرْخٰى سِتْرًا فَلَهَا الصِّدَاقُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ ’’خاوند جب دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا لے تو حق مہر واجب ہو جاتا ہے اس پر عدت بھی واجب ہے۔‘‘ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب النکاح باب من اغلق ارباب ج٩ ص٢٠٦ رقم الحدیث ١٦٥٧، موطا امام باب مایوحبه الصداق ج٢ ص٤٦٢

رقم الحدیث ۵۳۱،مصنف عبدالرزاق ج۶ ص۲۵۸ رقم الحدیث ۱۰۸۶۳)

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ باپ کی عزت، تعظیم اور احترام ہر حال میں ملحوظ خاطر رکھنا ایک سلیم العقل شخص کا وطیرہ ہے، جاہلیت میں جہاں دیگر برائیاں عام تھیں وہاں باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے میں بھی کوئی حرج نہ سمجھا جاتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ باپ کی منکوحہ سے کسی بھی صورت بیٹا شادی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اس کی ماں ہے خواہ سوتیلی ہی ہے کیونکہ کسی عورت سے باپ کا نکاح کرلینا ہی اسے بیٹے پر حرام کردیتا ہے خواہ باپ نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو، جبکہ باپ کی منکوحہ سے نکاح انتہائی قابل نفرت اور برا فعل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس قبیح حرکت سے اہل ایمان کو منع فرمایا ہے البتہ جو نکاح اس حکم کے آنے سے پہلے لوگ کرچکے تھے انہیں اللہ نے نہ تو کالعدم قرار دیا اور نہ ہی ان کی پیدا شدہ اولاد کو حرامی تصور کیا گیا بلکہ شریعت کی رو سے یہ بچے اپنے ماں باپ کے وارث بھی ہوں گے لیکن اس حکم کے بعد مطلق طور پر باپ کی منکوحہ سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ نہایت بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب تھا۔ دوسرے مقام پر بے حیائی سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. ''اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا'' (الانعام:۱۵۱) اسی لیے اس روش کو بدترین قرار دیتے ہوئے فرمایا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا o بے شک یہ انتہائی بے حیائی اور اللہ کو ناخوش کرنے والا کام اور بہت برا دستور وطریقہ تھا، کیونکہ یہ ایک فطری امر ہے کہ جب انسان کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے دل میں اس کے پہلے شوہر کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس کام سے بیٹے اور باپ میں بغض کا خدشہ تھا اس لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا۔

<u>باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے والے کی سزا:</u> شریعت مطہرہ کے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی بدبخت باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے جیسے برے عمل کا مرتکب ہو تو شریعت نے اسکی سزا یہ رکھی ہے کہ اسے قتل کرکے اس کا مال بیت المال میں جمع کرادیا جائے گا، حارث بن عمروؓ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا کہ جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا تھا اور مجھے یہ حکم دیا تھا کہ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ ''کہ میں اسے قتل کردوں اور اس کا مال چھین لوں''۔

(سنن ابی داود کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمة ص ۸۰۱ رقم الحدیث ۴۴۵۷)

<u>اخذ شدہ مسائل:</u> ۱۔ مرد ایک شادی کے بعد دوسری شادی کرسکتا ہے اسے اختیار ہے کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھے یا اسے طلاق دے کر اس کی جگہ دوسری بیوی لے آئے۔ ۲۔ حسب استطاعت خاوند حق مہر ادا کرے گا، حق مہر میں بہت بڑا خزانہ بھی دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ خلوت صحیحہ کے بعد پورا حق مہر خاوند کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے خاوند اس سے کوئی چیز واپس نہیں لے سکتا۔

۴۔ بیوی پر الزام تراشی کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل نفرت عمل ہے۔

۵۔ باپ کی منکوحہ کیساتھ بیٹا نکاح نہیں کرسکتا کیونکہ وہ محرمات ابدیہ میں ہے

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر اور عبدالقہار راشد کو صدمہ

ڈائریکٹر سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جناب ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر اور عبدالقہار راشد P.R.O سپیکر پنجاب اسمبلی کی چھوٹی ہمشیرہ مورخہ 8 کو فروری وفات پاگئیں اور 10 فروری کو ان کے حقیقی چچا عبدالعزیز وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے، ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر مولانا محمد شریف حصاروی سینئر نائب امیر جماعت اہلحدیث اور پروفیسر میاں عبدالمجید ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرؤف خود بھی صاحب فراش ہیں۔ قارئین سے التماس ہے کہ ان کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

انتقال پُرملال

معروف دینی وسماجی شخصیت الحاج محمد یونس قصوری لارنس روڈ لاہور 29 جنوری 2012ء بروز اتوار رات 10 بجے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی ومسلکی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا عتیق اللہ سلفی (ستیانہ بنگلہ) نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں حافظ عبدالمنان نورپوری، جناب ڈاکٹر فضل الٰہی، حافظ مسعود عالم، حافظ صلاح الدین یوسف، پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی، ڈاکٹر راشد رندھاوا، قاری صہیب احمد میر محمدی کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین (منجانب: مولانا منیب عبدالستار، کوٹ لکھپت لاہور)

ارکان اسلام

عقیدہ توحید نماز روزہ زکوۃ حج

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر2 آخری

زکوۃ:

زکوۃ بھی ارکان اسلام کا ایک رکن ہے، عبادات میں اس کا مقام نماز سے بس ایک ہی درجہ نیچے ہے، مثال کے طور پر قرآن مجید میں ایمان کے بعد جہاں اعمال صالحہ کا کر آیا ہے بالعموم صرف دو اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے، ایک نماز کا اور دوسرا زکوۃ کا۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکاۃ لھم اجرھم عند ربھم. "بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے صالح اعمال کئے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔" (۲۔۲۷۷)

اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ نماز اور زکوۃ دین میں اتنا اہم مقام رکھتے ہیں کہ جس نے ان دونوں کو اچھی طرح ادا کر لیا اس نے گویا پورے دین پر عمل کرنے کی پکی ضمانت اور عملی شہادت فراہم کردی۔ نماز انسان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی طرف لے جاتی ہے اور زکوۃ اسے دنیا کی طرف لڑھک جانے سے محفوظ رکھتی ہے۔ زکوۃ کی نسبت بیان کیا گیا ہے

خذ من اموالھم صدقۃ یطھرھم ..... وصل علیھم. (۹۔۱۰۳)

آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیجیے جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجیے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم عام ہے صدقے سے مراد فرضی صدقہ یعنی زکوۃ بھی ہوسکتی ہے اور نفلی صدقہ بھی، نبی کریم ﷺ کو کہا جارہا ہے کہ اس کے ذریعے سے آپ مسلمانوں کی تطہیر اور ان کا تزکیہ فرمادیں جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ زکوۃ وصدقات انسان کے اخلاص و کردار کی طہارت و پاکیزگی کا ایک بڑا ذریعہ ہے، علاوہ ازیں صدقے کو صدقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خرچ کرنے والا اپنے دعویٰ ایمان میں صادق ہے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقہ وصول کرنے والے کو صدقہ لینے والے کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے جس طرح یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ اس کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے اس حکم سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ زکوۃ کی وصولی امام وقت کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی اس سے انکار کرے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز عمل کی روشنی میں اس کے خلاف جہاد ضروری ہے۔ (ابن کثیر) (احسن البیان ص ۵۴۷)

زکوۃ کے مقاصد:

زکوۃ کے تین اہم مقاصد ہیں۔

(۱) تزکیہ نفس (۲) امداد باہمی (۳) دین کی نصرت

تزکیہ نفس:

زکوۃ کا حقیقی اور بنیادی مقصد جس کا تعلق بالکلیہ شخص کی اپنی ذات سے ہوتا ہے یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے کا دل دنیا کی حرص سے پاک ہوکر نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لیے تیار ہوجائے، جس طرح قرآن مجید میں ہے:

وسیجنبھا الاتقی ۰ الذی یؤتی مالہ یتزکی ۰ (۹۲۔۱۷،۱۸) "اور اس (جہنم) سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہوگا، جو اپنے تزکیہ کی خاطر دوسروں کو مال دیتا ہے۔"

ان آیات کی تفسیر میں صاحب احسن البیان فرماتے ہیں۔

۱۔ یعنی جہنم سے دور رہے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

۲۔ یعنی جو اپنا مال اللہ کے کلمہ کے مطابق خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا نفس بھی اور اس کا مال بھی پاک ہوجائے۔ (احسن البیان ص ۱۷۲۵)

گویا صدقہ اور زکوۃ کی اصل غایت دل کی پاکی اور نفس کا تزکیہ ہے ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کی محبت ہی وہ چیز ہے جو خدا پرستی کی اصل دشمن ہے اور جو انسان کو خدا اور آخرت سے بیگانہ بنا کر رکھ دیتی ہے۔

امداد باہمی:

زکوۃ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ملت کے نادار افراد کی مدد کی جائے تاکہ ان کی بنیادی ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم. (۵۹۔۷) "تاکہ ایسا نہ ہو کہ مال و دولت

صرف دولت مندوں کے گروہ ہی میں محصور ہو کر رہ جائے" یعنی زکوۃ کا مقصد یہ بھی ہے کہ دولت سب میں پھیلے سب میں بٹے کسی ایک گروہ ہی کی ٹھیکہ داری نہ ہو جائے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ (۹-۳۴) "جو لوگ سونا چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے اگر کوئی بشارت ہو سکتی ہے تو یہی ہے کہ عذاب دردناک۔" اور حدیث بعثت معاذ الی الیمن میں زکوۃ کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ تؤخذ من اغنیائھم فترد الی فقرائھم "ان کے دولت مندوں سے وصول کی جائے اور پھر ان کے محتاج افراد میں لوٹائی جائے۔"

(ارکان اسلام ص ۳۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کا ایک خاص اجتماعی اور معاشی پہلو بھی ہے اور اس کے بغیر زکوۃ کا اسلامی پہلو مکمل نہیں ہوتا، آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "وہ شخص مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔"

ایک اور طویل حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان سے کہے گا کہ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ جواب دے گا کہ خدایا میں تجھے کیسے کھلا سکتا ہوں؟ تو تو سارے جہان کا پالنہار ہے ارشاد ہوگا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا؟ لیکن تو نے اسے کھلانے سے انکار کر دیا، مومن ایک حاجت مند کی بھوک پیاس کو خود اللہ تعالیٰ کی بھوک پیاس سے تعبیر کرتا ہو، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے یہاں غریبوں اور ناداروں کی حاجت پوری کرنے کیا اہمیت ہو گی۔

دین کی نصرت:

زکوۃ کا ایک اور مقصد دین کی حفاظت اور نصرت ہے، قرآن مجید میں اہل ایمان سے جگہ جگہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو جہاں اہل ایمان کی بنیادی صفات بیان کی جاتی ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے جہاد کرنے کی بات لازماً موجود ہوتی ہے، اس کا مفہوم بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ دین کی خاطر جہاد کرنے کے لیے جن مصارف کی بھی ضرورت پڑے انہیں اپنے پاس سے مہیا کرو۔

دین کی حفاظت و نصرت کوئی معمولی کام نہیں، اس لیے اس کی خاطر اپنی دولت خرچ کرنا بھی معمولی کام نہیں، قرآن مجید نے ایک جگہ جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ (۲-۱۹۵) "اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ بڑھاؤ۔"

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن البیان رقمطراز ہیں: اس سے بعض لوگوں نے ترک انفاق، بعض نے ترک جہاد اور بعض نے گناہ پر گناہ کئے جانا مراد لیا ہے اور یہ ساری صورتیں ہلاکت کی ہیں، جہاد چھوڑ دو گے یا جہاد میں اپنا مال صرف کرنے سے گریز کرو گے تو یقیناً دشمن قوی ہوگا اور تم کمزور نتیجہ تباہی ہے۔ (احسن البیان ص ۸۷) اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دین کی حفاظت و نصرت کے لیے مالی انفاق سے جی چرانا ہلاکت کو مول لینا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

مصارف زکوۃ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں، ان کے علاوہ صدقہ کا مال کسی کے لیے بھی جائز نہیں۔

(۱) فقیروں کے لیے (۲) مسکینوں کے لیے (۳) ان کے لیے جو اس کی وصولی کے کام پر مقرر کئے جائیں (۴) وہ کہ ان کے دلوں میں کلمہ حق کی الفت پیدا کرنے کے لیے (۵) وہ جن کی گردنیں (غلامی کی زنجیروں میں) جکڑی ہیں اور انہیں آزاد کرنا ہے (۶) قرض داروں کے لیے (جو قرض کے بوجھ سے دب گئے ہوں اور ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں) (۷) اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے اور ان تمام کاموں کے لیے جو مثل جہاد کے اعلائے کلمہ حق کے لیے ہوں) (۸) مسافروں کے لیے جو اپنے گھر نہ پہنچ سکتے ہوں اور مفلسی کی حالت میں پڑ گئے ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے اور اللہ (سب کچھ) جاننے والا اور اپنے حکموں میں حکمت رکھنے والا ہے۔ (التوبہ ۹-۶۰)

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ صدقات سے مراد یہاں صدقات واجبہ یعنی زکوۃ ہے اور صدقات کی یہ جنس (زکوۃ) ان آٹھ قسموں میں مقصود ہے، جن کا ذکر آیت کریمہ میں ہے ان کے علاوہ کسی اور مصرف پر زکوۃ کی رقم کا استعمال صحیح نہیں، اہل علم کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ان آٹھوں مصارف پر تقسیم کرنا ضروری ہے یا ان میں سے جس مصرف یا مصارف پر امام یا زکوۃ ادا کرنے والا مناسب سمجھے، حسب ضرورت خرچ کر سکتا ہے۔ امام شافعیؒ وغیرہ پہلی رائے کے قائل ہیں اور امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہما دوسری رائے کے اور یہ دوسری رائے ہی صحیح ہے۔ امام شافعیؒ کی رائے کی رو سے زکوۃ کی رقم آٹھوں مصارف پر خرچ کرنا ضروری ہے یعنی اقتضائے ضرورت

اور مصالح دیکھے بغیر رقم کے آٹھ حصے کر کے آٹھوں جگہ پر کچھ کچھ رقم خرچ کی جائے، جبکہ دوسری رائے کے مطابق ضرورت اور مصالح کا اعتبار ضروری ہے جس مصرف پر رقم خرچ کرنے کی زیادہ ضرورت یا مصالح کی ایک مصرف پر خرچ کرنے کی مقتضی ہوں تو وہاں ضرورت اور مصالح کے لحاظ سے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جائے گی، دوسرے مصارف پر خرچ کرنے کے لیے رقم نہ بچے اس رائے میں جو مقبولیت ہے وہ پہلی رائے میں نہیں ہے۔ (احسن البیان ص ۵۲۸)

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی دین ایسا نہیں جس نے محتاجوں کی اعانت اور ابنائے جنس کی خدمت کی تلقین نہ کی ہو اور اسے عبادت یا عبادت کا لازمی جزو نہ قرار دے دیا ہو لیکن یہ خصوصیت صرف دین اسلام ہی کی ہے کہ وہ صرف اتنا ہی قانع نہیں ہوا بلکہ ہر مستطیع مسلمان پر ایک خاص ٹیکس مقرر کر دیا ہے جو اپنی تمام آمدنی کا حساب کر کے سال بہ سال ادا کرنا چاہیے اور پھر اسے درجہ اہمیت دی کہ اعمال میں نماز کے بعد اسی کا درجہ ہوا اور قرآن نے ہر جگہ دونوں عملوں کا ایک ساتھ ذکر کر کے یہ بات واضح کر دی کہ کسی جماعت کی اسلامی زندگی کی سب سے پہلی شناخت یہی دو عمل ہیں نماز اور زکوٰۃ۔ اگر کوئی جماعت بحیثیت جماعت کے انہیں یک قلم ترک کر دے گی تو اس کا شمار مسلمانوں میں نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ (بخاری ومسلم) خدا کی قسم میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ (ارکان اسلام ص ۳۳۳)

<u>زکوٰۃ معاشی نقطہ نظر سے:</u>

اسلام دین اور دنیا کے امتزاج کا داعی ہے اس لیے اس کی عبادات بھی اخلاقی فوز وفلاح کے ساتھ دینوی زندگی کی اصلاح اور اس کی صحیح خطوط پر تعمیر کی بھی ضامن ہیں زکوٰۃ جہاں جب مال کو کم کرتی اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور مال قربان کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے وہیں معاشی نقطہ نظر سے یہ سماجی فلاح کی ایک ہمہ گیر اسکیم ہے جس کے ذریعہ ملک وملت کے غریب اور نادار افراد کی مدد کی جاتی ہے اور انہیں زندگی کی جدوجہد میں برابر کی شرکت کے لائق بنایا جاتا ہے۔

زکوٰۃ دولت کی تقسیم میں غیر فطری عدم مساوات کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اس ذریعے سے امیروں کی دولت غریبوں کی طرف منتقل ہوتی ہے اور اس طرح تقسیم دولت صحت مند بنیادوں پر واقع ہوتی ہے اور ایسا نظام قائم کرتی ہے جس میں جدوجہد کے دروازے سب کے لیے کھلے ہوں اور زندگی کی تمام نعمتیں تمام انسانوں کے لیے عام ہوں۔

<u>حج:</u>

حج بھی ارکان اسلام کا ایک اہم رکن ہے، حج کے لغوی معنی زیارت کا ارادہ کرنے کے ہیں، شریعت کی زبان میں حج کی عبادت کو حج اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں انسان کعبۃ اللہ کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہے، حج ہر بالغ اور صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے جو شخص حج کی قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا وہ اپنے مسلمان ہونے کو جھٹلاتا ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی العالمین. (۳۔۹۷) ”اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔“

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”راہ پا سکتے ہو“ کا مطلب زادراہ کی استطاعت اور فراہمی ہے، یعنی اتنا خرچ کہ سفر کے اخراجات پورے ہو جائیں علاوہ ازیں استطاعت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ راستہ پُرامن ہو اور جان ومال محفوظ رہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ صحت وتندرستی کے لحاظ سے سفر کے قابل ہو، نیز عورت کے لیے محرم بھی ضروری ہے (فتح القدیر) یہ آیت کریمہ ہر صاحب استطاعت کے لیے وجوب حج کی دلیل ہے اور احادیث سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ (ابن کثیر)

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن مجید نے ”کفر“ سے تعبیر کیا ہے، جس سے حج کی فرضیت میں اور اس کی تاکید میں کوئی شبہ نہیں رہتا، احادیث وآثار میں ایسے شخص کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ (ابن کثیر) (احسن البیان ص ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ نے حج کے فوائد منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے: **لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات.** (۲۲۔۲۸) اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن البیان فرماتے ہیں کہ یہ فائدے دینی بھی ہیں کہ نماز، طواف اور مناسک حج وعمرہ کے ذریعے سے اللہ کی مغفرت ورضا حاصل کی جائے اور دینوی بھی کہ تجارت اور کاروبار سے مال واسباب دنیا بھی میسر آجائے۔ (احسن البیان ص ۹۲۰)

حج کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں دیکھنا ہے کہ آخر کعبہ کیا چیز ہے؟ جس کی زیارت کی اتنی اہمیت ہے، اس کے لیے ذیل میں کعبہ کی اہمیت پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

کعبہ کی اہمیت:

کعبہ کی تعمیر آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی تھی اسکی تعمیر کا حکم اور جگہ کا تعین اللہ ذوالجلال کی کی طرف سے تھا یہ دنیا میں پہلا گھر ہے جو رب العالمین کی عبادت کے مرکز کی حیثیت سے بنایا گیا، اس گھر کی اہمیت قرآن مجید نے درج ذیل آیات مبارکہ میں بیان فرمائی ہے۔

واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی. ہم نے بیت اللہ لوگوں کے لیے ثواب اور امن وامان کی جگہ بنائی تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔ جس وقت اس گھر کی تعمیر شروع ہوئی تھی اس وقت اس کے مقدس معماروں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم o ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم o (۲۔۱۲۷، ۱۲۸)

"ہمارے پروردگار تو ہم سے (یہ محنت) قبول فرما یقیناً تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنادے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اس دعا سے معلوم ہوا کہ جس مقصد کی خاطر اس عمارت کی تعمیر عمل میں آئی ہے اس کی تکمیل ایک ایسے گروہ کے ذریعے ہوگی جو انہیں بزرگوں کی یا دوسرے الفاظ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔ چنانچہ جب کعبے کی تعمیر مکمل ہوگئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہیں بس گئے انہیں کی اولاد میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں جن کے ہاتھوں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا پوری ہوئی، کعبے کی اہمیت کے پیش نظر اسے مسلمانوں کا قبلہ یعنی مرکز قرار دیا گیا کہ تمام مسلمان اس طرف رخ کر کے نماز پڑھا کریں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ بیت اللہ دنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار ہے۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وهدی للعالمین o (۳۔۹۶) پہلا گھر جو انسان کی پرستش گاہ بنایا گیا وہی گھر ہے جو مکہ میں تمام دنیا کی برکت وہدایت کے لیے تعمیر کیا گیا اور اس میں مقام ابراہیمؑ ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے۔ فیه ایات بینات مقام ابراهیم. (۳۔۹۷) "اس گھر میں مقام ابراہیم ایک نمایاں یادگار مقدس ہے۔" (ارکان اسلام ص ۳۱۲)

مناسک حج:

جب کوئی مسلمان حج کے کے روانہ ہوتا ہے تو مکہ معظمہ سے کافی دور پہلے حج کی باقاعدہ نیت باندھتا ہے، جسے "احرام" کہتے ہیں۔ احرام کی یہ شکل ہوتی ہے کہ وہ غسل کر کے عام کپڑوں کی بجائے دو چادروں کو اپنے استعمال میں لاتا ہے، ایک چادر بطور تہبند استعمال کرتا ہے اور دوسری چادر اپنے جسم پر لپیٹ لیتا ہے اور بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔

لبیک، اللھم لبیک لاشریک لک لبیک

ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک

"حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ حمد تیری ہی ہے، نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی تیری ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔" اس کے بعد جب آدمی بیت اللہ میں داخل ہوتا ہے اور اس کا طواف کرتا ہے، طواف کیا ہے؟ فقط رضائے الٰہی کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دینے کا والہانہ جذبہ، جب مرد مومن کعبہ کے اردگرد چکر لگاتا ہے تو شمع وپروانہ کا شاعرانہ تخیل ایک واقعہ بن جاتا ہے۔ طواف مکمل کرتا ہے اور اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کرتا ہے، اس کے بعد صفا ومروہ کے درمیان "سعی" کرتا ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ علیہ السلام کا اس سراسیگی کا منظر تازہ کرتا ہے، جب وہ پانی کی جستجو اور بچے کی محبت میں پریشان حال تھی۔

صفا ومروہ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں ہیں پس جو لوگ حج یا عمرہ کرتے ہیں ان پر ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں (۲۔۱۵۸)

ساتویں ذی الحجہ سے لے کر دسویں ذی الحجہ تک سارے حاجیوں کا ایک ہی امام کی قیادت میں سفر اور قیام ایک منظم فوجی زندگی کا نقشہ پیش کرتے ہیں، جمرات کے ستونوں پر کنکریاں مارنا پتھروں کی اس بے پناہ بارش کی یادگار ہے، جس نے ابرھہ کے لشکر کو انہی مقامات پر تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا، ان مقامات پر کنکریاں مارنا اس عزم کا اظہار ہے جو اللہ کے دین کی طرف ترچھی نظر سے دیکھے گا ہم اس کا منہ پھیر کر رکھ دیں گے۔

قربانی وہ ذبح عظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ قرار دیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور قربان کرنا درحقیقت اپنے آپ کو قربان کر دینے کا قائم مقام ہے یہ اس بات کا خاموش اقرار ہے کہ ہماری جان اللہ کی راہ میں نذر ہو چکی ہے اور جب وہ اسے طلب

کرے گا ہم بلا تامل پیش کر دیں گے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں: ''قربانی حقیقت اسلامیہ کی جانفروشی اور فدویت کے سر روحانی کو محسوس و متشکل دکھاتی ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے اندر سے ظہور کیا تھا۔'' (ارکان اسلام ص ۴۱۳)

حج کی جامعیت: حج ارکان اسلام کا ایک رکن ہے اور یہ عبادت ہے اور اس میں ہر عبادت اور ہر عملی خیر کی روح موجود ہے۔

(1) نماز:

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تمام عبادات واعمال کا ایک مقصد تعین کیا اور اس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا، نماز کے متعلق تصریح کی ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر. (۲۹۔۴۵) ''نماز ہر قسم کی بداخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے۔'' (ارکان اسلام ص ۳۸۷)

وہ نماز بھی ہے، اس لیے کہ نماز کی حقیقت ذکر یا یاددہانی ہے اور حج میں آدمی مسلسل زبان سے ذکر (لبیک اللھم لبیک) کرتا رہتا ہے اور ساتھ ہی ان مقامات کی زیارت کرتا ہے جو اس کے احساس عبدیت کو ابھار دیتی ہے۔

(2) زکوٰۃ:

زکوٰۃ کی نسبت بیان کیا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا. (۹۔۱۰۳) ''ان کے مال و دولت میں سے ایک حصہ بطور صدقہ کے لے لو کیونکہ تم اس کے ذریعہ ان کو بخل اور حرص و طمع کی بداخلاقیوں سے پاک صاف کر سکو گے۔'' (ارکان اسلام ص ۳۸۷)

وہ زکوٰۃ بھی ہے اس لیے کہ ہر حج کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قربانی کا گوشت غریبوں کو کھلائے، اس کے علاوہ بغیر مالی قربانی کے حج کیا ہی نہیں جا سکتا اور زکوٰۃ کی حقیقت بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی دولت صرف کی جائے۔

روزہ:

روزہ کے متعلق فرمایا لعلکم تتقون o ''روزے کے ذریعہ تم پرہیز گار بن جاؤ گے۔'' (ارکان ص ۳۸۷) وہ روزہ بھی ہے اس لیے کہ جنسی ملاپ روزے میں اگر صرف دن کو ممنوع ہے تو حج کے دوران راتوں کو بھی ممنوع رہتا ہے، کھانے پینے کا معاملہ تو روزے کی طرح اگر حج میں کھانا پینا منع نہیں ہے مگر اس کے بجائے اس میں زیب و زینت وغیرہ کی جو دوسری بہت سی پابندیاں عائد ہوتی ہیں وہ بڑی حد تک اس ممانعت کے قائم مقام بن جاتی ہیں، اس طرح نفس کی خواہشوں کو کنٹرول کرنے کی مشق، جس طرح روزے میں ہوتی ہے اسی طرح حج میں بھی ہوتی ہے۔

خاتمہ:

عبادات کا اصل مقصد یہ ہے کہ نفس کا تزکیہ ہو، تقویٰ کی روح پیدا ہو، اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار ہو اور اللہ کی اطاعت، اس کی بندگی اور اس کی محبت ہر چیز پر غالب آ جائے۔ نفس کی اصلاح کیے بغیر کوئی اصلاح ممکن نہیں اور نفس کی اصلاح کا اصل اور مؤثر ترین طریقہ وہ عبادات ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کی ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حج کے فوائد و منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات. (۲۲۔۲۸) ''حج کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور اس کے ساتھ چند مخصوص دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد بھی کر لیا کریں۔'' (ختم شدہ)

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع بہاولنگر کے ناظم پروفیسر عبدالرحمٰن شارق کے والد محترم میاں محمد عمر اوڈ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قبل ازیں پروفیسر صاحب کی والدہ محترمہ بھی وفات پا چکی ہیں۔ جبکہ اسی طرح گزشتہ دنوں قاری محمد اسماعیل اسدؒ حافظ آبادی اور مرحوم کی والدہ محترمہ یکے بعد دیگرے وفات پا چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ کی اہلیہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب وفات پانے والوں کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (شریک غم: قاری عبدالحمید صدیقی بہاولنگر)

ضرورت رشتہ

1۔ حافظ قرآن، عمر 45 سال، ذریعہ معاش حکمت، ذاتی رہائش کے لیے حافظ قرآن دینی تعلیم سے آراستہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے خاندانی افراد رابطہ کر سکتے ہیں۔ (رابطہ نمبر 0321-8869902)

2۔ عمر 25 سال، تعلیم بی اے، اصلی جیولری کا کاروبار، کے لیے خوش رو لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (رابطہ نمبر 0324-4800121)

3۔ ایک نوجوان عمر 29 سال، موٹر سائیکل مکینک، رحمانی برادری کے لیے نیک سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ضرورت منداحباب رابطہ کریں (رابطہ نمبر 0333-4611619)

ایمان کی تعریف اور اس کے ارکان

مفتی عبیداللہ خاں عفیف

چونکہ عقیدہ کی تعریف میں ایمان کا ذکر آچکا ہے لہٰذا قارئین باتمکین کے ذہن میں یہ سوال انگڑائی لے رہا ہوگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ یوں بھی عقیدہ صحیحہ کی بنیاد ایمان صحیح پر استوار ہے بالفاظ دیگر دونوں لازم و ملزوم یعنی دونوں میں چولی اور دامن کا تعلق ہے، تاہم ایمان کا دائرہ بنسبت اعتقاد کے کچھ زیادہ وسیع ہے کیونکہ عقیدہ صرف اعتقاد جازم کو کہتے ہیں اس میں عمل شامل نہیں جبکہ ایمان میں عمل بھی شامل ہوتا ہے لہٰذا آگے بڑھنے سے قبل ایمان کی تعریف اور اس کے ارکان کا جاننا نہایت ضروری اور ناگزیر امر ہے، لیجیے پڑھیے!

ایمان کی لغوی تعریف:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الایمان لغة التصدیق. ''ایمان کا لغوی معنی تصدیق قلب ہے۔'' (فتح الباری ج ا ص ۶۴)

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الایمان ھو التصدیق معه الامن.
''ایمان وہ تصدیق ہے جس کے ساتھ امن اور اطمینان حاصل ہوتا ہے''
(مفردات القرآن)

مفسر عبداللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۶۴۱ھ رقمطراز ہیں:

الایمان لغة عبارة عن التصدیق ماخوذ من الامن کان المصدق امن المصدق من التکذیب والمخالفة وتصدیته لتضمینه الاعتراف ویطلق علی الوثوق من حیث ان الواثق صار ذاامن. (تفسیر بیضاوی، سورۃ البقرہ ص ۱۹)

''ایمان کا لغوی معنی تصدیق ہے اس کا مادہ امن ہے، گویا ایمان لانے والا جس ہستی پر ایمان لایا ہے اس کو اپنی تکذیب اور مخالفت سے بے خوف کر دیتا ہے اور حرف با کے تعدیہ سے اس میں اعتراف کا معنی متضمن ہے، ایمان کا دوسرا معنی وثوق اور اعتماد و اطمینان بھی ہے کیونکہ واثق کو اپنے موثوق پر پورا وثوق اور اطمینان ہوتا ہے، تصدیق کی بنسبت ایمان کا معنی وثوق قرآن سے زیادہ موافق معلوم ہوتا ہے کیونکہ قرآن میں ایمان کا لفظ وثوق کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا: وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صدقین. ''آپ کو ہماری بات پر وثوق و اطمینان نہیں گو ہم کتنے ہی سچے ہوں۔'' (سورۃ یوسف: ۱۷) نیز فرمایا: قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ. (سورۃ یوسف: ۶۴)

ارکان ایمان:

ایمان کے تین ارکان ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ ایمان قلبی تصدیق، زبان کے اقرار اور عمل بالارکان کا نام ہے۔

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ ارقام فرماتے ہیں: باب قول النبی ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ. ''(شہادتین، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج) سے مرکب ہے اور ایمان کے تین ارکان یہ ہیں۔''

(۱) زبان کا اقرار (۲) دل کی تصدیق (۳) عمل بالارکان

مجدد وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد متوفی ۱۰۱ھ ایمان کے اجزاء بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان للایمان فرائض وشرائع وحدودا وسننا فمن استکملها استکمل الایمان ومن لم یستکملها لم یستکمل الایمان فان اعش فسابینها ...... الخ. (صحیح البخاری ج ا ص ۷۶)

بلاشبہ ایمان کے اندر فرائض (نماز، زکوٰۃ، روزہ) اور عقائد، حدود (شراب، زنا، قذف وغیرہ کی حدیں) اور مسنون و مستحب باتیں جو سب ایمان میں داخل ہیں جو ان سب کو پورا کرے اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا اور جو پورے طور پر ان کا لحاظ نہ رکھے نہ ان کو پورا کرے اس نے اپنا ایمان پورا نہیں کیا اگر میں زندہ رہا تو میں ان سب کو مفصل بیان کر دوں گا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۸ھ رقمطراز ہیں:

ومن ھذا الباب اقوال السلف وائمة السنة فی "تفسیر الایمان" فتارة یقولون ھو قول وعمل وتارة یقولون ھو قول وعمل ونیة وتارة قول وعمل ونیة واتباع السنة وتارة یقولون قول باللسان واعتقاد بالقلب وعمل بالجوارح وکل ھذا صحیح فاذا قالوا قول فانه یدخل فی القلوب القلب واللسان جمیعا وھذا ھو المفهوم من لفظ القول

والکلام. (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۷)

"سلف صالح اور ائمہ سنت کے ایمان کی تفسیر میں چار قول ہیں۔"

(۱) قول وعمل (۲) قول وعمل اور نیت یعنی دل کی تصدیق (۳) قول، عمل اور اتباع سنت اور (۴) زبان کے اقرار، دل کے اعتقاد اور عمل الجوارح کا نام ایمان ہے اور قول سے دل اور زبان دونوں کا قول مراد ہے اور چاروں تعریفیں اگرچہ بظاہر لفظاً مختلف ہیں مگر معنی سب کا ایک ہی ہے۔

الفاظنا شتی مفهومنا واحد

کل الی ذاک الحسن یشیر

حافظ ابن حجرؒ متوفی ۸۵۲ھ سلف وصالحین کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فالسلف قالوا هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان واراد وابذلک ان الاعمال شرط فی کماله. (فتح الباری ج ۱ص ۶۴) "سلف وصالحین (صحابہ کرامؓ وتابعینؒ) کا مذہب یہ تھا کہ ایمان دل کے اعتقاد جازم، زبان کے اقرار اور عمل بالارکان، تینوں کے مجموعہ سے عبارت ہے۔"

حضرت امام شافعیؒ کے مطابق صحابہ کرامؓ اور تابعین کا اس تعریف پر اجماع ہے فرماتے ہیں: وکان الاجماع من الصحابة ومن بعدهم ادرکنا هم یقولون ان الایمان قول وعمل ونیة ولاتجزیٔ واحد من الثلاثة بالاخری. (کتاب الایمان ص ۱۸۲)

"ایمان۔ اقرار۔ عمل اور نیت (قلبی) کا نام ہے کوئی ایک بھی ان تینوں میں سے ایک دوسرے کو کفایت نہیں کرتا اس پر تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ ان کے بعد والے اور جن ائمہ کو ہم نے پایا ہے کا اجماع ثابت ہے۔"

امام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ کے بیان فرمودہ اجماع کی تائید حافظ ابن حجرؒ کے بیان سے ہوتی ہے لکھتے ہیں: اطنب ابن ابی حاتم وللالکائی فی نقل ذالک بالاسانید عن جمع کثیر من الصحابه والتابعین وکل من یدور علیه الاجماع من الصحابة والتابعین وحکاه فضیل بن عیاض ووکیع عن اهل السنة والجماعة. (فتح الباری ج ۱ص ۶۵)

"امام ابن حاتم اور امام لالکائی نے بڑی تفصیل کے ساتھ بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعین جن پر اجماع کا مدار ہے سے بیان کیا ہے کہ سب کا یہ مذہب تھا کہ ایمان قول اور عمل ہے، حضرت فضیل بن عیاض اور امام وکیع بن جراح نے اہل سنت کا یہی مذہب بیان فرمایا۔" حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: والایمان لغة التصدیق وشرعا تصدیق الرسول بما جاء عن ربه وهذا القدر متفق علیه. (فتح الباری ج ۱ص ۶۴)

یعنی ایمان لغت میں مطلق تصدیق کا نام ہے اور شریعت میں ایمان کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے اصول، احکام وارکان دین لے کر آئے ان تمام کی تصدیق کرنا سب کی سچائی نیت دل میں بٹھانا یہاں تک کہ ایمان کے لغوی معنی وشرعی پر سب کا اتفاق ہے، ایمان بسیط ہے یا مرکب ثنائی ہے یا مرکب ثلاثی ہے کمی وبیشی کا محل ہے یا نہیں وغیرہ تفصیلات میں اختلاف ہے۔

استاذ ابو زہرہ مصری اس اختلاف کی تفصیلات بتاتے ہیں:

ایمان کی حقیقت ایسا مسئلہ ہے جو اپنے اندر متعدد اختلافی پہلو رکھتا ہے اور یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ اس نے متعدد فرقے پیدا کردیئے، فرقہ جہمیہ کا خیال ہے کہ ایمان معرفت کا نام ہے اگرچہ وہ عمل سے ہم آہنگ نہ ہو، انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ معرفت کے ساتھ اذعان بھی واجب ہے۔ معتزلہ کا یہ خیال ہے کہ اعمال ایمان کا جزو ہیں، ان کے نزدیک جو شخص کبائر کا ارتکاب کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اگرچہ وحدانیت خداوندی پر عقیدہ رکھتا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول مانتا ہو لیکن وہ کافر بھی نہیں ہوتا یعنی نہ پورا مومن نہ پورا کافر بلکہ ان دونوں کے بین بین۔ خوارج کا خیال ہے کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا مومن نہیں رہتا کافر ہو جاتا ہے، اس لیے کہ عمل ایمان کا جزو ہے ضروری تھا کہ محدثین اور فقہاء اپنے اپنے انداز میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے اور بظاہر روش یہی ہوسکتی تھی کہ وہ عقل پر اعتماد کرنے کی بجائے کتاب وسنت پر بھروسہ کریں۔ پھر اس بارے میں ان کی آراء باہم ایک دوسرے سے گو زیادہ بعید نہیں ہیں تاہم کسی نہ کسی حد تک مخالف ضرور ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایمان غیر متزلزل اور اعتقاد کا نام ہے، ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس اعتقاد کی علامت صرف یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلے، ابوحنیفہ کے نزدیک عمل ایمان کا حصہ نہیں ہے۔ یعنی (نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ ایمان کا جزو نہیں (عفیف) بلکہ ان کے نزدیک ایمان ایک ایسی مجرد حقیقت کا نام ہے جو بجائے خود کامل ہوتی ہے اور کمی زیادتی قبول نہیں کرتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان بھی ویسا ہی ہے جیسا تمام مسلمانوں کا حضرت صدیق اکبرؓ کو جو فضیلت حاصل ہے وہ عمل کی بناء پر ہے (نہ کہ ایمان کی بناء پر) اور اس بناء پر کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منجملہ دس لوگوں کے جنت کی بشارت دی تھی، اب اسکے بعد مسلمانوں کے اقدار کا باہمی تفاوت ضرور عمل اور تعمیل حکم الٰہی اور اجتناب نواہی کی بناء پر رہ گیا

(آج کے احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ عفیف)

امام مالکؒ کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق واذعان کا لیکن ان کے نزدیک ایمان میں زیادتی ممکن ہے اس لیے کہ قرآن مجید میں بعض مسلمانوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ان کا ایمان بڑھتا ہے جس طرح امام مالک کے نزدیک ایمان میں اضافہ ہوسکتا ہے اسی طرح کمی بھی، وہ اس کمی کی صراحت بھی کردیتے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کمی کی صراحت سے وہ رک گئے کیونکہ انہوں نے اس کا اظہار فرمایا ہے کہ ایمان نام ہے قول وعمل کا وہ گھٹ بھی سکتا ہے اور بڑھ بھی سکتا ہے۔ حافظ ابن الجوزی کی کتاب المناقب میں وارد ہوا ہے کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ ایمان نام ہے قول و عمل کا وہ گھٹ بھی سکتا ہے اور بڑھ بھی سکتا ہے۔ نیکوکاری تمام تر ایمان ہے اور معاصی سے ایمان میں کمی ہو جاتی ہے، نیز وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اہل سنت والجماعت مومن کی صفت یہ ہے کہ اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود برحق نہیں ہے، وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، نیز یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ نیز دوسرے انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں ان کا اقرار کرے اور جو کچھ ان کی زبان سے ظاہر ہوا وہ اس کے قلب سے ہم آہنگ ہو پس ایسے آدمی کے ایمان میں کوئی شک نہیں۔

(حیات امام احمد بن حنبل ص ۲۱۶، ۲۱۷)

مسلک محدثین اور جمہور ائمہ اہل سنت الجماعت:

جمہور ائمہ اہل سنت اور جملہ محدثین کرام کے نزدیک ایمان مرکب ثلاثی ہے یعنی ان کے نزدیک ایمان نام ہے، تصدیق بالقلب، اقرار باللسان وعمل بالارکان گویا ایمان مرکب، ذوجزاء اور عمل حقیقت ایمان میں داخل ہے۔

امام ابن عبدالبر اپنی کتاب التمهید میں ائمہ اہل سنت والجماعت ومحدثین کا مذہب بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

اجمع اهل الفقه والحديث على ان الايمان قول وعمل ولا عمل الابنية قال والايمان عندهم يزيد بالطاعة وينقص بالمعصية والطاعات كلها عندهم ايمان الا ماذكر عن ابى حنيفة واصحابه فانهم ذهبوا الى ان الطاعات لاتسمىٰ ايمانا قالوا انما الايمان التصديق والاقرار ومنهم من زاد المعرفة وذكر ما احتجوا به الى ان قال واما سائر الفقهاء من اهل الرأو الاثار بالحجاز والعراق والشام ومصر ومنهم مالك بن انس والليث بن سعد وسفيان الثورى والاوزاعى والشافعى واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه وابو عبيد القاسم بن سلام وداود بن على ومن سلك سبيلهم وقالوا الايمان قول وعمل قول باللسان وهو الاقرار واعتقاد بالقلب وعمل الجوارح مع الاخلاص بالنية الصادقة وقالوا كل مايطاع لله من فريضة ونافلة فهو من الايمان قالوا ايمان يزيد بالطاعات وينقص بالمعاصى وهذا مذهب الجماعة من اهلحديث والحمدلله.

"امام ابن عبدالبر کی اس جامع تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل فقہ اور اہل حدیث سب کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل پر مشتمل ہے اور عمل کا اعتبار نیت پر ہے، ایمان نیکیوں سے بڑھتا ہے اور گناہوں سے گھٹتا ہے اور نیکیاں جس قدر بھی ہیں وہ سب ایمان ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ طاعات کا نام ایمان نہیں رکھا جاسکتا، ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے، بعض نے معرفت کا اضافہ کیا ہے ان کے علاوہ جملہ فقہائے اہل الرائے واہل حدیث حجازی عراقی، شامی اور مصری سب یہی کہتے ہیں جیسے امام مالک بن انس، لیث بن سعد، سفیان ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، ابوعبید القاسم بن سلام اور داود بن علی اور ہر وہ جوان کے راستے پر چلا وہ کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے قرار کرنا اور دل میں اعتقاد رکھنا اور جوارح سے نیت صادقہ کے ساتھ عمل کرنا اور عبادات وطاعات، فرض ہوں یا نفل سب ایمان ہے اور ایمان نیکیوں سے بڑھتا ہے اور برائیوں سے گھٹتا ہے جبکہ جماعت اہل حدیث کا بھی یہی مسلک ہے والحمدلله على ذالک." (مترجم: بخاری ج ۱ ص ۱۷۷)

وقال السلف من ائمة الثلاثة مالك والشافعى واحمد وغيرهم من اصحاب الحديث هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالاركان والايمان عندهم مركب ذو اجزاء والاعمال داخلة فى حقيقة الايمان فمن ههنا نسألهم القول بالزيادة والنقصان بحسب الكمية.

"یعنی سلف امت ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی، احمد بن حنبل اور دیگر اصحاب الحدیث کے نزدیک ایمان دل کے اعتقاد اور زبان کے اقرار اور ارکان عمل کا نام ہے، اس لیے ان کے نزدیک ایمان مرکب ہے جس کے لیے مذکورہ اجزاء ضروری ہیں اور اعمال حقیقت ایمان میں داخل ہیں اسی بناء پر ان کے نزدیک ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے، اس دعویٰ پر ان کے یہاں بہت سی آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ دلیل ہیں، اختصار کے پیش نظر چند ایک پیش کی ہیں۔" (مرعاة المفاتیح ج ۱ ص ۴۳)

ماسٹر محمد سعید آف ببر کھائی جوارِ رحمت میں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا عنایت اللہ امین

ببر کھائی تحصیل چونیاں کا مشہور گاؤں ہے، قبل از تقسیم یہاں ایک پٹھان بنام بابر خان نے اس موضع کو اپنے نام پر آباد کیا تھا جو بعد میں بابر خان سے بگڑ کر ببر کھائی کے نام سے مشہور ہو گیا، تقریباً دو سو سال قبل سے یہ گاؤں اہلحدیث کا مرکز چلا آرہا ہے یہاں بڑے بڑے علماء صلحاء ہو گزرے ہیں جو علم و فضل میں یکتا اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔

ان میں ایک مولانا ابوداود عبداللہ مرحوم (وفات ۱۹۲۱ء) ہیں جن کا کبار علماء میں شمار تھا، دہلی سے ان کے پاس اکثر کتب تصحیح و حواشی کے لیے آتی تھیں، قدیم کتب میں ان کے فتاوئی جات بھی ملتے ہیں صرف کی کتاب نداوی پر فارسی میں حاشیہ نخبۃ الفکر پر عربی میں حاشیہ انہیں کا رقم ہے۔

اکثر اختتام حاشیہ پر مدرسین نے دیکھا ہوگا ابوداود عبداللہ یا صرف ابوداود، انہوں نے بخاری شریف پر بھی حاشیہ رقم فرمایا ہے جو نایاب ہے، ان کا بہت بڑا کتب خانہ تھا بلند پایہ حکیم بھی تھے، ان کا ایک بیٹا بنام محمد داؤد اور بیٹی تھی جس سے موصوف ماسٹر سعید پیدا ہوئے، محترم داؤد صاحب تعلیم میں ذہین و فطین انگلش عربی فارسی اردو زبان پر ان کو مکمل عبور تھا۔

مولانا ابوداود عبداللہ کی وفات کے بعد ان کا کتب خانہ دیکھنے کے لیے ایک دفعہ لاہور سے امام العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ تشریف لائے، کتب خانہ دیکھ کر آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے یقیناً علم کا ایک خزینہ غائب ہو گیا ہے، مرحوم ماسٹر محمد سعید مولانا عبداللہ مرحوم کے نواسے تھے یہ والدین کے اکیلے بیٹے تھے ان کا آبائی گاؤں دریائے ستلج کے کنارے کوٹ سندر سنگھ تھا ان کے ماموں محمد داؤد چونکہ صلبی اولاد سے محروم تھے، ماسٹر محمد سعید ببر کھائی میں ان کی کفالت میں پلے بڑھے، ماسٹر صاحب اوائل عمری میں کلین شیو اور بے نماز تھے لیکن ان کی والدہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور صابرہ خاتون تھیں جو بیٹے کی اصلاح میں بڑی فکرمند اور پریشان رہتی، ہر وقت دعا کرتی کہ اللہ کریم میرے بیٹے کو نمازی بنادے۔

ماسٹر صاحب نے میٹرک کے بعد سرکاری ڈپلومہ کر کے گہلن ہٹھاڑ سرکاری سکول میں ملازمت اختیار کرلی۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ماسٹر صاحب کو ایک اچھا ساتھی عنایت کر دیا اب والدہ کی قبولیت دعا کا وقت شروع ہونے لگا ہے وہ اچھے ساتھی ماسٹر رحمت اللہ کشمیری صاحب ہیں جو خود بھی موحد غیور باشرع، صوم وصلوٰۃ کے پابند انسان ہیں۔ یقیناً اچھا ساتھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتی ہے، کشمیری صاحب نے ماسٹر سعید صاحب کی تربیت اس انداز سے کی کہ مرحوم نے نماز شروع کر دی اور داڑھی رکھ لی، "ادخلوا فی السلم کافۃ" کے مصداق ہو گئے، والدہ کو بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرلی ہے کہ میرا بیٹا نمازی بن گیا ہے۔

مائی صاحبہ نے اس خوشی میں کشمیری صاحب کو رواج کے مطابق گدھے پر ایک چھٹی گندم اور پھل وغیرہ تحفہ ارسال کیا، ماسٹر سعید صاحب کا نرسری کا کاروبار ہے جب بھی کوئی پھل تیار ہوتا وہ اپنے مربی و مرشد کشمیری صاحب کو جا کر دیتے، تاحیات دونوں کا تعلق انما المومنون اخوۃ اور الحب فی اللہ کا آئینہ دار تھا اس میں فرق نہیں آنے دیا۔

ماسٹر صاحب طبعاً شریف کم گو ملنسار، سادہ مزاج شرعی لباس وجاہت، نفاست وطہارت، ضیافت وسخاوت جیسے اوصاف حسنہ سے متصف تھے، موذن، صف اول کے نمازی، صبح وشام اذکار مسنونہ میں رطب اللسان، امر بالمعروف ونہی عن المنکرؑ کے داعی، ملکی حالات کے نبض شناس، عبادت میں ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ کے پیکر ومشی الاقدام الی الجماعۃ والجلوس فی المساجد بعد الصلوٰۃ واسباغ الوضوء حین الکریھات کے مصداق، علم سے محبت، علماء کے قدردان، امن پسند اور مخلص انسان تھے، باوجود حج کرنے کے حاجی لفظ اپنے لیے پسند نہیں کرتے تھے، نماز کے معاملہ میں ہمہ وقت چوکس اور اپنی اولاد کو اکثر ترک نماز سے کوستے رہتے حتیٰ کہ مسجد میں کوئی تبلیغی جماعت آتی تو انہیں اپنے بیٹوں کے پاس لے جاتے تاکہ ان کو نماز کی تلقین کریں۔

ایک دفعہ ان کے بیٹوں نے معاشرہ سے متاثر ہو کر ٹیلی وژن کا مطالبہ کیا مرحوم کہنے لگے کہ چالیس دن مسجد میں نماز باجماعت پڑھو میں تمہارا مطالبہ پورا کردوں گا، رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔

ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی جو پنشن ملتی اس سے اپنا خرچہ الگ کر کے باقی مستحقین میں تقسیم کردیتے۔ سخاوت میں ''السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ اوراطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام'' پرعامل اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق والدین کی طرف سے ۱۹۶۲ء میں مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کو حج بیت اللہ کروائی۔ غرضیکہ نیکی سے ہمیشہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے جنازہ میں اکثر تعلیم یافتہ نمازی لوگ تھے، مرحوم کو مجھ سے بڑی محبت تھی، میرا ہر قسم کا خیال رکھتے ،ان کی آخری وصیت اپنی اولاد کے نام جو تحریری طور پر میرے پاس موجود ہے اس سے بھی دینداری ٹپکتی ہے۔

وصیت نامہ:

میں عنقریب اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں، ہمیشہ نماز پنجگانہ پڑھنا، حلال روزی کمانا، آپس میں عزیز واقارب اور دوسروں کے ساتھ پیار محبت سے پیش آنا، زبان پر کلمہ توحید جاری رکھنا، حج ضرور کرنا اگر کبھی لڑائی جھگڑا ہو جائے تو عدالت کی بجائے یہاں ثالث سے فیصلہ کروانا، اپنی ہر ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرنا، مجھے جلد از جلد دفنانا، میرے لیے دعائے مغفرت جاری رکھنا، میرا جنازہ عنایت اللہ امین یا مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ راجووال سے کروانا، یہ نہ ملیں تو جسے مناسب سمجھیں۔ والسلام!

ماسٹر محمد سعید ہسپتال میں ہی ۱۳دسمبر۲۰۱۱ء کو خالق حقیقی سے جاملے۔ مرحوم کے بیٹوں نے بتوفیق اللہ نماز شروع کردی ہے اگر ان کی زندگی میں شروع کر دیتے تو نا معلوم ان کو کتنی خوشی ہوتی۔ مرحوم کا جنازہ پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن بن مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ نے پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اولاد کو ان کا خلف الرشید بنائے، اللھم اغفرلہ وارحمہ واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔ آمین

سیرت امام الانبیاء ﷺ کانفرنس

مورخہ 11مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء مرکز معاذ بن جبل ؓ اہلحدیث لدھڑ ضلع سیالکوٹ میں چوتھی سالانہ سیرت امام الانبیاء ﷺ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف ربانی، مولانا محمد یوسف پسروری، مولانا حافظ عبدالرؤف یزدانی، مولانا اسحاق گوہڑوی خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ (منجانب: محمد افضل صارم خطیب ومہتمم مرکز وجامع مسجد معاذ بن جبل ؓ اہلحدیث ضلع سیالکوٹ 0301-6184078)

اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل (7) اشتہارات کا

مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل فور کلر خوبصورت (7) اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے

☆ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر **قادر** ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!

☆ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت! ☆ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

☆ نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات ☆ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آمین بالجہر کا ثبوت!

☆ سورۃ فاتحہ خلف الامام کا ثبوت ☆ اثبات رفع الدین

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ ضروری ہے، ڈاک خرچ ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا (ان شاء اللہ)

بذریعہ منی آرڈر: محمد یٰسین راہی مدیر ادارۃ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

اقبال کے تصور کا پاکستان اور آج کا پاکستان

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

علامہ اقبال کے تصور کا پاکستان ایک اسلامی اور فلاحی پاکستان تھا۔اقبال ایک ایسے پاکستان کے قیام کے خواہشمند تھے کہ جہاں اسلام کے سیاسی وسماجی،تہذیبی اخلاقی اور معاشی اصول نافذ ہوں۔وہ ایک خوشحال روشن نفیس ترقی یافتہ اور جدید پاکستان کے حامی تھے،وہ پاکستان کو اسلام کی خلافتِ راشدہ کے نمونے پر قائم ہوتا دیکھنا چاہتے تھے ان کے خوابوں کا پاکستان ایک ایسا پاکستان تھا کہ جس کے اندر کوئی انسان پریشان نہ ہو،جس میں قانون کی حکمرانی ہو،ایک ایسا پاکستان کہ جہاں کوئی بھوکا نہ سوئے،جہاں کسی پر ظلم وزیادتی نہ ہو،جہاں چند سر پھرے اور سرکش خبیثوں کی نام نہاد جمہوری حکومت کا چلن نہ ہو جو کہ کرپشن اور بدعنوانی سے پاک ہو جسکے باشندگان صاحب کردار اور صاحب بصیرت ہوں جسکے در و دیوار سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوں اور جہاں کے لوگ محنتی ہوں اور انسانیت کے سچے خادم ہوں یہ ایک مثالی پاکستان تھا۔جس کا نقشہ اقبال کے خیال کے مطابق یوں تھا کہ

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

لیکن افسوس صد افسوس کہ حکیم الامت کے خوابوں کا پاکستان آج کہیں دکھائی نہیں دیتا۔آج کا پاکستان ظلمستان،بحرانستان،کرپشستان اور مسائلستان کا روپ دھار چکا ہے اس کے اندر درندوں چوروں رہزنوں قاتلوں جابروں اور خبیثوں کی حکمرانی ہے۔آج کے پاکستان میں غربت ہے افلاس ہے ظلمت کا اندھیرا ہے،کرپشن کا راج ہے اور مہنگائی کا عذاب ہے امیر قانون توڑتے ہیں اور غرباء کے لیے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے،اس پاکستان کے اندر نہ اسلام ہے اور نہ ہی انسانی فلاح کا کوئی نقشہ نظر آتا ہے یہ تو جنگل کی بستی کا سماں پیش کر رہا ہے کہ جہاں طاقت،اندھی اور بے بصیر طاقت کا راج ہے۔

آج کا پاکستان تہذیبی،سیاسی،سماجی،اخلاقی اور معاشی اعتبار سے ایک بحران زدہ اور ناکام پاکستان ہے۔نام نہاد لیڈروں نے اسے لوٹ لوٹ کر کنگال کر دیا ہے،آج دہشت گردی،ناکام قیادت،زلزلوں،سیلابوں اور طوفانوں نے اس پاکستان کی کمر توڑ دی ہے۔اس کے ڈیم خشک ہیں،اس کی نہریں پانی سے خالی ہیں،اس کے پل ٹوٹے ہوئے ہیں،اس کی فصلیں اجڑی ہوئی اور ہریالی سے محروم ہیں۔اس کے غرباء اور محنت کش تھکے ہوئے اور مغموم ہیں،اس کی فضاؤں میں اداسیوں اور ویرانیوں کا بسیرا ہے،وطن کی گلیاں بے رونق ہیں،اس کے جوان افسردہ اور غم زدہ ہیں۔آج کا پاکستان خوشحالی اور تابندگی سے محروم ہے۔

آج پاکستان لٹیروں اور ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے،یہاں ادارے کمزور اور مفلوج ہیں،یہاں قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔اس ملک کے اندر مخلص قیادت کا فقدان ہے،پالیسی سازی اور عملدرآمد کا عمل رکا ہوا ہے،ہر طرف لوٹ مار کا منظر قائم ہے،امن وامان کی حالت دگرگوں ہے،چور اور ڈاکو دندناتے پھرتے ہیں،مہنگائی کا رونا ہے،بجلی کا بحران ہے،ملک کے ہزار ادارے ہیں،اربوں اور کھربوں کی کرپشن کے سکینڈلز زبان زدعام ہیں،تعلیمی ادارے کمرشل ازم کا شکار ہو چکے ہیں،ہسپتال قتل گاہوں کا روپ دھار گئے ہیں،تاجر کو حرص وہوس کا مرض لاحق ہو گیا ہے،اس ملک کے حکام ظالم اور بے رحم ہیں۔

اس دھرتی کے کسان مزدور اور محنت کش پریشان ہیں،ان کے چہرے زرد ہیں،ان کے بدن تھکن سے چور ہیں،ان کی بیویوں کا حسن ان کے چہروں سے غائب ہو گیا ہے،ان کے بچے بیمار ہیں،پاکستان اپنی بقاء کو درپیش چیلنج سے نپٹنے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔لوگ آسمان کی بلندیوں کی طرف دست دعا بلند کیے کسی آسمانی مسیحا کی آمد کے منتظر ہیں۔ملک کے سیاسی معاشی اور سماجی حالات ایک خونیں انقلاب کی طرف جا رہے ہیں اور حکیم الامت کے بقول

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

☆..........☆..........☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مرکز سول (042) 5854010
فون مرکز اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (042) 6581025
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230